سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۷

# خوشگوار ازدواجی زندگی

(قرآن و سنت کی روشنی میں)

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲ کراچی فون ۴۹۸۱۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# پیش لفظ

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک تقریباً ساڑھے بارہ بجے دوپہر، مسجد اشرف خانقاہ گلشن اقبال کراچی میں جناب سید سعید اللہ حسینی صاحب کی صاحبزادی کا عقد مسنونہ نہایت سادگی کے ساتھ سُنّت کے مطابق ہُوا۔ حضرت اقدس مُرشدنا و مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم اپنے مواعظ میں گاہ بہ گاہ شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات کے منکرات و رسُومات کا رَد اپنے خاص محبت بھرے انداز میں فرماتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے پچھلے چند سالوں میں الحمدللہ تعالیٰ کئی احباب کو اس کی توفیق ہُوئی کہ انہوں نے خاندانی روایات کو چھوڑ کر مسجد اشرف میں سُنّت کے مطابق اپنی اولاد کا نکاح کیا اور انہوں نے کہا کہ سنّت پر عمل کی برکت سے ہم بہت سے جھنجھٹ اور عذاب سے بچ گئے ورنہ یہی نکاح اگر میرج ہال میں ہوتا تو ہزاروں رُوپے ہال کے کرایہ اور ڈیکوریشن کھلانے پلانے اور ریاء و نمود کی فضول رسموں میں ضایع ہوجاتے اور گناہ کا وبال الگ ہوتا۔ سنّت پر عمل سے دین کا فائدہ تو ہے ہی دُنیا کا نفع بھی ہے اور راحت و سکون نصیب ہوتا ہے۔

نکاح سے قبل ساڑھے گیارہ بجے مسجد میں سالکین کے ہفتہ واری اجتماع میں حضرت والا دامت برکاتہم نے میاں بیوی کے حقوق اور باہمی معاشرت کے بارے میں نہایت اثر انگیز اور قرآن و حدیث سے مدلّل بیان فرمایا جس سے حاضرین کرام کو بہت نفع ہُوا۔ جناب سید سعید اللہ حسینی صاحب اور ان کے اہل خاندان حضرت والا دامت فیوضہم

سے نہایت محبت کا تعلق رکھتے ہیں انہوں نے اور بہت سے دیگر حضرات نے کہا کہ یہ وعظ نہایت نافع اور عجیب التاثیر ہے اور خواہش ظاہر کی کہ اس کو شائع کردیا جائے تاکہ اس کا نفع عام ہو۔ لہٰذا کیسٹ سے نقل کر کے ہدیۂ ناظرین ہے۔

والدین کو ایک مشورہ ہے کہ اپنے بیٹا بیٹی کے نکاح کے موقع پر یہ رسالہ ان کو ہدیہ دے دیا کریں۔ اس میں پُرلطف و پُرسکون گھریلو زندگی کی ضمانت ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس رسالہ کو حضرت والا دامت برکاتہم نے از اوّل تا آخر خود بھی مطالعہ فرما لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نفع کو عام و تام فرماویں اور شرفِ قبولیت عطا فرماویں۔

آمین

جامع

یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

دامت فیوضہم

## انجامِ حُسن

کسی گلفام کو کفنا رہا ہوں

جنازہ حُسن کا دفنا رہا ہوں

لگانا دل کا ان فانی بُتوں سے

عبث ہے دل کو یہ سمجھا رہا ہوں

(حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب)

# خوشگوار ازدواجی زندگی
## (قرآن وسنت کی روشنی میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ
تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰی
یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ
وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا
وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ
اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا وَقَالَ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ
وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ
فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا وَقَالَ تَعَالٰی وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنِّکَاحُ مِنْ
سُنَّتِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ
وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً
اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَۃُ
کَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَھَا کَسَرْتَھَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِھَا اسْتَمْتَعْتَ

بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ رواہ البخاری۔ وَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْلِبْنَ كَرِيْمًا وَ يَغْلِبُهُنَّ لَئِيْمٌ فَأُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا

آپ حضرات کے سامنے آج میاں بیوی کے حقوق اور نکاح سے متعلق نکاح کے موقع پر جو خطبہ پڑھا جاتا ہے اس کی چار آیتیں تلاوت کی گئیں اور چار حدیثیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنائی گئیں۔ اب ان کا ترجمہ اسی ترتیب سے کرتا ہوں جس ترتیب سے تلاوت کی گئی ہیں جس کو عربی میں لف ونشر مرتب کہتے ہیں۔

۱: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (پارہ ۴ سورہ آل عمران)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اتنا ڈرو کہ اللہ سے ڈرنے کا حق ادا کر دو۔ معلوم ہُوا کہ تھوڑا سا ڈرنا اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کتنا ڈرنا پسند ہے۔ فرماتے ہیں حَقَّ تُقٰتِهٖ ڈرنے کا حق ادا کر دو یعنی کامل تقویٰ اختیار کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ ڈرنے کا حق کیا ہے؟ کامل تقویٰ کس چیز کا نام ہے؟ قرآن پاک کا معاملہ ہے۔ یہاں جہالت کے تصورات کام نہیں دے سکتے جب تک کہ مفسرین کی بڑی بڑی تفسیروں سے انسان رجوع نہ کرے۔ اس آیت کی تفسیر حضرت حکیم الامت مجددالملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں فرمائی ہے کہ ڈرنے کے حق سے اللہ تعالیٰ کی کیا مُراد ہے یعنی

كَمَا اَنْتُمْ تَرَكْتُمُ الْكُفْرَ وَ الشِّرْكَ اُتْرُكُوا الْمَعَاصِيَ كُلَّهَا

اے ایمان والو! جس طرح تم نے کفر و شرک سے توبہ کر لی، تم کفر و شرک سے جس طرح بچتے ہو اسی طرح تمام گناہوں سے بھی بچو۔ جو شخص کُفر سے بچتا ہے شرک

سے بچتا ہے لیکن گناہ نہیں چھوڑتا اس نے اللہ سے ڈرنے کا حق ادا نہیں کیا۔ لہٰذا یہاں حق ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان لا کر جس طرح تم کفر اور شرک سے بچتے ہو ہماری نافرمانی سے بھی بچو، گناہوں سے بچو، سب گناہ چھوڑ دو۔

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اور تمہیں موت نہ آئے مگر حالتِ اسلام میں۔

یہ پہلی آیت کا ترجمہ ہو گیا مع تفسیر کے۔

دُوسری آیت (پارہ ۴ سورہ نساء) میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے دُنیا کے تمام انسانو! یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ساری دُنیائے انسانیت مخاطب ہے کہ اے دنیا کے سارے انسانو! اتَّقُوْا رَبَّكُمُ اپنے رب سے ڈرو الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا۔ اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کرنے کی تین قسمیں اس آیت میں بیان کی ہیں ۱ اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ تم سب کو ایک جان سے یعنی بابا آدم علیہ السلام سے پیدا کیا ہے اور بابا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا بغیر ماں باپ اور اسباب و وسائل کے۔ تو اللہ نے اس پیدائش میں اپنی قدرت ظاہر کر دی کہ اللہ تعالیٰ اسباب و وسائل کے محتاج نہیں ہیں وہ چاہیں تو بے جان مٹی سے جاندار کو پیدا کر دیں۔ پس اے دنیا کے انسانو! ایسی زبردست قدرت والے مالک سے ڈرو۔ تو یہ پیدائش کی پہلی قسم ہو گئی یعنی بے جان سے جاندار کا پیدا کرنا۔

وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور اس جاندار سے اُس کا جوڑا پیدا کیا یعنی بابا آدم علیہ السلام سے اللہ نے ان کی بی بی کو پیدا کر دیا۔ یہ دوسری قسم ہو گئی پیدائش کی کہ اللہ چاہے تو زندہ سے زندہ کو پیدا کر دے بغیر مرد اور عورت کے اختلاط و تعلق کے کیونکہ حضرت حوا حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں۔ اور فرماتے ہیں وَبَثَّ مِنْهُمَا

رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً اور ان دونوں سے یعنی بابا آدم اور مائی حوا سے تم سب کو پیدا کیا اور پیدائش کی یہ تیسری شکل ہوگئی اور قیامت تک یہ سلسلہ پیدائش کا جاری رہے گا۔ ان دو سے چار ہوئے اور چار سے آٹھ یہاں تک کہ آج ساری دُنیا میں انسان ہی انسان نظر آتے ہیں۔ اور اللہ سب کو رزق دے رہا ہے۔ فیملی پلاننگ اور منصوبہ بندی کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو اللہ رُوح ڈال سکتا ہے وہ روٹی بھی دے سکتا ہے۔ روٹی سے زیادہ رُوح قیمتی ہے۔ لاکھوں روٹیاں موجود ہیں ڈاکٹر بھی موجود ہیں مگر رُوح نکل جانے کے بعد کوئی رُوح نہیں دے سکتا اور روٹیوں کا انتظام ہو سکتا ہے۔ خواہ مخواہ یہ کافر حماقت سے روٹیوں کی فکر میں رہتے ہیں۔ مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات لکھی ہے کہ دیکھو بکرا بکری اور بیل گائے کی ہر سال قربانی ہوتی ہے اور یہ جانور ہر سال مل جاتے ہیں۔ کوئی کمی نہیں ہوتی اور کتے کتیا اور سُور وغیرہ کی قربانی نہیں ہوتی اور ان کی پیدائش بھی خوب ہوتی ہے مگر نظر نہیں آتے برکت نہیں ہے۔ قربانی میں اللہ کے نام پر ذبح ہونے سے برکت ہوتی ہے۔ ایک ہندو نے کہا کہ مسلمان بہت سخت دل ہیں کہ جانور پر چُھری پھیر دیتے ہیں۔ حکیم الامت نے اس کا جواب دیا کہ تم لوگ جو جھٹکا کرتے ہو یعنی بغیر اللہ کا نام لئے جانور کو کاٹتے ہو اس سے اسے تکلیف ہوتی ہے لیکن جب بسم اللہ پڑھ کر جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تو اللہ کے نام سے وہ مست ہو جاتا ہے "انڈر کلورو فارم" ہو جاتا ہے عشقِ الٰہی میں مست ہو کر جان دیتا ہے۔ ان کا نام ایسا پیارا نام ہے۔

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
عاشقوں کا مینا اور جام ہے

صحابہ کو عشقِ الٰہی میں جب تیر لگتا تھا تو کہتے تھے فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اللہ کے نام پر سب تکلیفیں آسان ہو جاتی ہیں

اسی لئے اللہ کی محبّت سیکھنا فرض ہے۔ اگر اللہ پاک کی محبّت انسان سیکھ لے تو دنیا ایسی مزے دار ہو جاتی ہے کہ میں کیا کہوں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اور اے لوگو! تم اس اللہ سے ڈرو جس کے نام کے ذریعہ تم ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو یعنی جس کے نام کے صدقہ میں تم اپنا حق مانگتے ہو۔ کیا کہتے ہو جب کسٹومر (گاہک) بقایا نہیں دیتا اور بقایا نہ ملنے سے پریشانی کا ٹیومر نکل آتا ہے تو کہتے ہو اللہ کے نام پر میرا بقایا دے دو خدا سے ڈرو۔

تو اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جس اللہ سے ڈرا کر تم اپنا حق مانگتے ہو اس اللہ ہی سے ڈر کر اپنے رشتہ داروں کا حق بھی ادا کرو اور ان کے حقوق ضایع کرنے سے ڈرو۔ تمہارے ذمّہ جن جن کا حق ہے وہ بھی ادا کرو۔ یعنی بیوی بچّوں کا حق، خون کے رشتوں کا حق۔

وَالْاَرْحَامَ سے کیا مُراد ہے۔ اکثر لوگ ارحام یعنی خون کے رشتے خالی اپنے ماں باپ بہن بھائی کے رشتے کو سمجھتے ہیں یعنی صرف اپنے ماں باپ بہن بھائی دادا دادی نانا نانی وغیرہ کو خون کا رشتہ سمجھتے ہیں لیکن بیوی کے رشتہ داروں کو خون کا رشتہ نہیں سمجھتے۔ اس لئے آج میں اس آیت کی تفسیر نقل کر رہا ہوں جو علامہ آلوسی السید محمود بغدادی نے تفسیر رُوح المعانی میں کی ہے اور میں عربی عبارت بھی نقل کر رہا ہوں تاکہ اہلِ علم بھی مزہ پائیں۔ فرماتے ہیں: المراد بالارحام الاقرباءُ مِنْ جِهَةِ النَّسَبْ و مِنْ جِهَةِ النِّساء یعنی خون کے رشتوں سے مُراد وہ رشتے بھی ہیں جو ہمارے خاندانی بنتے ہیں اور وہ رشتے بھی ہیں جو بیوی کی طرف سے بنتے ہیں یعنی بیوی کی اماں جس کا نام ساس اور بیوی کے ابا جس کا نام خسر ہے۔ خسر کے معنی ہیں بادشاہ، فارسی میں خسر اور اُردو میں سسر کہتے ہیں اور بیوی کا بھائی جس کو انگریزی والے تو بے چارے برادر اِن لا کہتے ہیں مگر اردو میں بعض لوگ اس کو سالا کہہ دیتے ہیں لیکن ہمارے بزرگوں نے فرمایا

کہ لفظ سالے سے احتیاط کرو۔ یہی کہہ دو کہ میری بیوی کے بھائی ہیں یا بچوں کے ماموں ہیں اور اگر اُردو اچھی آتی ہے تو برادرِ نسبتی کہہ دیجئے۔ چلئے اگر آپ " انگلش مین" ہیں تو برادر ان لا ہی کہہ دیجئے لیکن لفظ سالے سے احتیاط کیجئے کیونکہ یہ لفظ اب گالیوں میں استعمال ہوتا ہے۔

تو خون کے رشتوں سے مُراد ماں باپ بہن بھائی دادا دادی نانا نانی بھی ہیں اور نکاح ہونے کے بعد بیوی کے ماں باپ دادا دادی اور بھائی وغیرہ بھی خون کے رشتوں میں داخل ہیں۔ اگر ان کو فاقہ ہوگیا اور اس نے اپنا پیٹ بھر لیا تو قیامت کے دن اس سے مواخذہ ہوگا۔ ان کی دیکھ بھال بھی رکھیئے۔ اگر کسی کے ساس سسر یا برادرِ نسبتی غریب ہوں اور ان کو فاقہ ہو رہا ہو تو اگر اللہ نے دیا ہے تو ان کی دیکھ بھال کرنا گویا کہ اپنے ماں باپ اور اپنے بھائی کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ اپنے ماں باپ کے حقوق اور عزت کو تو لوگ جانتے ہیں لیکن بیوی کے ماں باپ کی عزّت کرنا بھی اپنے ماں باپ کی طرح عزّت میں داخل ہے۔

اور ذرا ذرا سی بات میں اپنی حکومت بھی نہ جتائیے مثلاً ساس بیمار ہے اور داماد صاحب آگئے۔ اس نے کہا کہ بیٹا آجکل مجھے دست لگ رہے ہیں، بیٹی مجھ کو کھچڑی پکا کر دے دیتی ہے بے چاری، ایک ہی بٹیا ہے۔ آپ دو دن بعد لے جائیے، تو کہتے ہیں نہیں نہیں۔ نکاح کے بعد اب تمہاری حکومت ختم۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ واہ رے مولانا ! خُوب آیت یاد کی ہُوئی ہے۔ میری حکومت ہے۔ یہ حکومت ہے یا بے رحمی ہے۔ نالائقی ہے۔ اس شخص کے اخلاق بالکل گرے ہوئے ہیں۔ اگر اپنی ماں بیمار ہوتی تو کیا کرتے جو وہاں کرتے وہی یہاں بھی کرو۔ رحم کرو۔ خود پکا لو یا ہوٹل میں کھا لو۔ آپ کی بیوی دو ایک روز اور رہ جائے گی اپنی ماں کی خدمت کر لے گی تو کون سا غضب ہو جائے گا۔ جس نے پالا ہے سولہ سال تک کیا نکاح کے بعد اس کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ رحمت کی شان کے خلاف ہے، یہ بہت سخت دلی کی بات ہے۔ فوراً کہئے

بہت اچھا دو دن نہیں آپ چار دن رکھیئے۔ جب آپ کی طبیعت خُوب ٹھیک ہوجائیگی
تب آؤں گا۔ بلکہ آ آکر خیریت بھی پُوچھئے خود بھی کھچڑی پکانے میں لگ جائیے۔ ساس کو
اماں کہئے کہ اماں جی لائیے میں بھی آپ کی کچھ خدمت کردوں۔ بیٹی دی ہے، جگر کا ٹکڑا دیا
ہے۔ مُفت میں نہیں پایا ہے آپ نے۔ ماں باپ اپنے جگر کا ٹکڑا پیش کرتے ہیں مگر
اس جگر کے ٹکڑے پر جیسا رحم کرنا چاہیئے ویسا نہیں کرتے۔ عجیب معاملہ ہے کہ اپنی بیٹی کو
اگر داماد ذرا سا ستا دے فوراً پیر صاحب کے یہاں حاضر کہ تعویذ چاہیئے صاحب۔ ایسا تعویذ
کہ داماد بالکل لٹو ہوجائے اور جو بیوی کہے اس کی بات مانے، اس کی محبّت میں اندھا
ہوجائے ایسا تعویذ کہ بھیڑ اور دُنبہ بنا دو اشاروں پر ناچے۔ یہ کیا باتیں ہیں۔ ایسا تعویذ
دینا تو جائز بھی نہیں ہے جتنا شریعت سے حق ہو وہ ادا کرے۔ اسی لیئے تعویذ میں
برائے ادائیگی حقوق جائز لکھا جاتا ہے جاہل پیروں کی بات میں نہیں کرتا۔ جو اللہ والے
پیر ہیں وہ تعویذ بھی دیتے ہیں تو یہ جملہ لکھتے ہیں "برائے ادائیگی حقوق جائز" لیکن
اپنی بیٹی کے لیئے تعویذ مانگنے والو! تمہاری بیویاں بھی کسی کی بیٹیاں ہیں۔ اگر آپ کے
مزاج میں غصہ ہے تو خود اپنے لئے جاکر تعویذ لے آئیے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سات مرتبہ پڑھ کر کھانے پر دَم کیجئے۔
بچوں کے کھانے پر بھی دَم کر دیں تاکہ بچے بھی غصہ والے نہ ہوں۔ بلکہ اگر اس دم کئے
ہُوئے پانی سے آٹا گوندھا جائے کھانا پکایا جائے تو انشاء اللہ سارے گھر پر شانِ
رحمت کی بہار آجائے گی۔ جو شخص اپنے لئے تعویذ لے کہ صاحب میرے اندر غصّہ
بہت ہے۔ بعض وقت میں بیوی کو سخت بات کہہ دیتا ہوں بے چاری ساری رات
روتی ہے، آپ مجھے کوئی ایسا تعویذ دے دیجئے کہ میرا غصّہ کم ہوجائے تب وہ
انسان ہے اس کو احساس تو ہے۔

چھ مہینے پہلے جدّہ سے ایک خط آیا تھا کہ میرے گھر میں بڑی لڑائی رہتی ہے۔

میاں، بیوی میں بچوں میں ہر ایک میں غصہ ہے۔ سب افلاطون سے کم نہیں ہیں۔ میں نے ان کو لکھ دیا کہ جب دسترخوان لگ جائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سات مرتبہ پڑھ کر کھانے پر دم کر کے کھائیں اور چلتے پھرتے سب لوگ یا اللہ یارحمٰن یارحیم پڑھا کریں بقدر تحمل۔ اور جن کے مزاج میں زیادہ غصہ ہو وہ ٹھنڈے پانی میں گلوکوز حل کر کے ایک لیموں نچوڑ کر تین چمچہ اسپغول کی بھوسی بھی ڈال دیں، تاکہ خون میں گرمی اور حدت نہ رہے۔ اس کو روزانہ پئیں۔ ایک مہینے بعد خط آیا کہ سارے گھر میں سکون ہو گیا اور بڑی دُعائیں لکھیں۔

یہ غصہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ اس بیماری سے کتنے لوگوں کے گھر اُجڑ گئے۔ ایک شخص نے بارہ بجے رات کو میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، جب میں ناظم آباد میں رہتا تھا۔ مجھے بہت ناگوار ہوا کہ جس سے دُنیا کا کوئی کام اٹکا ہو اس کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کریں گے اور مولوی کا دروازہ جب چاہو کھٹکھٹا دو۔ اس نے کہا کہ صاحب بہت مجبوری میں آیا ہوں۔ غصہ میں میں نے بیوی کو تین طلاق دے دی، اب میرا غصہ جب ٹھنڈا ہُوا تو میری نیند حرام ہو گئی ہے۔ میرا تو ہارٹ فیل ہو رہا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں پر پیار آ رہا ہے اور بیوی کی بھی یاد آ رہی ہے۔ اب میں کیا کروں۔ میں نے کہا کہ تم نے تو تینوں تیر نکال دئے دینا ہی تھا ظالم تو دو ہی طلاق دیتا۔ ایک تیر تو اپنے پاس رکھتا۔ کہنے لگا کہ صاحب غصہ میں میں پاگل ہو گیا تھا۔ غصہ میں پاگل ہو گئے تھے تو اب بھگتو۔ طلاق تو ایسی چیز ہے کہ ہنسی مذاق میں دے دو تب بھی ہو جاتی ہے اور غصہ میں پاگل ہو کر دو تب بھی ہو جاتی ہے۔

مگر غصہ کے پاگل پن پر ہمارے ایک دوست ڈاکٹر احسن صاحب ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ کی ایک بات یاد آ گئی۔ مجھ سے ایک دن کہنے لگے کہ غصہ کبھی پاگل نہیں ہوتا۔ غصہ تو بڑا عقل مند اور ہوشیار ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ

کیسے ؟ کہنے لگے کہ ایک شخص اگر سیر بھر ہے اور اس کو غصہ آرہا ہے کسی کمزور پر وہ کہہ رہا ہے کہ ہٹ جاؤ میں اس وقت پاگل ہو رہا ہوں لیکن اسی وقت اگر اس کا سوا سیر کوئی مقابلہ میں آجائے تب وہ پھر "سوری" کہتا ہے معاف کیجئے گا صاحب۔ اس وقت مجھ سے غلطی ہوگئی۔ آئندہ کبھی غصہ نہیں کروں گا۔ مثلاً محمد علی کلے کی بہن اس کو بیاہی ہے اور اس کا یہ بہنوئی پٹائی کر رہا تھا کہ اتنے میں وہ آگیا بین الاقوامی باکسنگ ماسٹر اور اس نے ایک مکا دکھایا تو یہ کانپنے لگے گا اور ہاتھ جوڑنے لگے گا۔ بتائیے اس وقت غصہ کیوں پاگل نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ غصہ پاگل ہوتا ہے اپنے سے کمزور پر۔ اپنے سے زیادہ طاقت ور پر غصہ سے زیادہ ہوشیار اور چالاک کوئی نہیں ہے۔

جو شخص اللہ کے غضب کو اور اللہ کی طاقت کو یاد کرے گا غصہ میں بے قابو نہیں ہو سکتا۔ ایک صحابی اپنے غلام کی پٹائی کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے سے فرمایا لَلّٰهُ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ اے شخص! تجھ کو جتنی طاقت اس غلام پر ہے اس سے زیادہ طاقت خدا کو تجھ پر ہے۔ صحابی کہتے ہیں میں نے مڑ کر دیکھا فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ اس غلام کو میں آزاد کرتا ہوں اللہ کی رضا کی خاطر۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو اس کو آزاد نہ کرتا لَلَفَحَتْكَ النَّارُ تو تجھ کو جہنم کی آگ لپیٹ لیتی۔ (مسلم ج۲ ص۵۱) معلوم ہوا کہ جب غصہ آئے تو خدا کے غضب کو بھی یاد کیجئے۔

حدیث پاک میں آتا ہے :۔

مَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جس نے اپنا غصہ روک لیا اللہ قیامت کے دن اپنا عذاب اس سے روک لے گا۔ (مشکوٰۃ ص۴۳۴)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ایک رشتہ دار پر ان کی ایک غلطی کی وجہ

سے سخت غصہ آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت نازل کی

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ (پارہ ۱۸ سورہ نور)

کیا تم اے صدیق اکبر اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم میرے اس بندہ کو معاف کر دو جو بدری صحابی ہے اور میں تم کو قیامت کے دن معاف کر دوں۔ صدیق اکبر نے قسم اٹھائی

وَاللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لِیْ

خدا کی قسم میں محبوب رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو معاف کر دے اور میں اپنے رشتہ دار کی خطا کو معاف کرتا ہوں۔

ایک شخص کو اپنی بیوی پر غصہ آیا تھا۔ سالن میں نمک تیز کر دیا تھا لیکن پھر اسے اللہ یاد آیا اور دل میں کہا کہ اسے کچھ نہیں کہوں گا۔ دل ہی دل میں اللہ سے سودا کر لیا کہ اے اللہ یہ آپ کی بندی ہے۔ میری بیوی تو ہے لیکن آپ کی بندی بھی ہے۔ بس یہی چیز لوگ یاد نہیں رکھتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صرف میری بیوی ہے، یہ یاد رکھا کیجئے کہ خدا تعالیٰ کی بندی ہے۔ اللہ آسمان سے دیکھ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی زیادتی ہو جائے۔ جنہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی میں نے دیکھا ہے کہ ایسے ظالموں کا بہت بُرا حشر ہُوا۔ اکثر کو دیکھا کہ فالج ہو گیا۔ پڑے پڑے ہگ رہے ہیں اور کسی مصیبت میں مُبتلا ہو گئے۔ ظلم کی سزا بہت خطرناک ہوتی ہے۔

لہٰذا اس نے معاف کر دیا۔ جب ان کا انتقال ہُوا تو حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا۔ پُوچھا کہ بھائی تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دن تمہاری بیوی سے کھانے میں نمک تیز ہو گیا تھا۔ تم کو غصہ تو بہت آیا تھا لیکن تم نے مجھ کو خوش کرنے کے لئے اسے معاف کر دیا تھا میری بندی سمجھ کر۔ اس کے بدلہ میں آج میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ آہ! اگر اس کو کوئی معمولی شخص بیان کرتا تو اتنا اثر نہ ہوتا۔ حکیم الامت مجدد الملت جیسے

اللہ والے عالم نے اس قصہ کو اپنے وعظ میں بیان فرمایا۔ لہٰذا اپنے بال بچوں، اپنی بیویوں اپنے رشتہ داروں اور اپنے ماں باپ کے معاملہ میں ہوشیار ہو جائیے۔ خصُوصاً ماں باپ کے معاملہ میں تو بہت ڈرتے رہیئے۔ کبھی ان سے بڑبڑ مت کیجئے، ماں باپ کی بددُعا تو ایسی لگتی ہے کہ دُنیا میں بغیر عذاب چکھے کوئی مر نہیں سکتا۔ مشکوٰۃ کی حدیث ہے کہ جس نے ماں باپ کو ستایا اسے موت نہ آئے گی جب تک دُنیا میں اس پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۱)

بمبئی میں مجھے ایک صُوفی صاحب ملے۔ اللہ والے شخص تھے لیکن غلطی ہو گئی۔ بیوی اور ماں میں لڑائی ہو رہی تھی۔ اس نے بیوی کا پارٹ لے کر ماں کو کچھ جھڑک دیا۔ ماں کے منہ سے بددُعا نکل گئی کہ خدا تجھ کو میرے جنازہ کی شرکت سے محرُوم کر دے اور تجھ کو کوڑھی کر کے مارے۔ میں نے دیکھا کہ ان کی اُنگلیوں سے مواد گر رہا تھا، کوڑھی ہو گئے تھے۔ میں نے پوچھا تو کہا کہ میری ماں کی دو بددُعائیں تھیں میں جنازہ میں بھی شریک نہیں ہو سکا۔ ایسے حالات مجبُوری کے پیش آ گئے اور مجھے کوڑھ بھی ہو گیا۔ آنکھوں دیکھا حال بتا رہا ہوں۔ اس لئے ماں باپ کے معاملہ میں بہت خیال رکھئے۔

تیسرے یہ کہ جس سے کچھ دین سیکھا ہو اس کے حق کو زندگی بھر فراموش نہ کیجئے۔ بعضے دین سیکھنے کے بعد کچھ بے وفائی اور طوطا چشمی کرتے ہیں۔ ایک دو تین ہو گئے چھ مہینے تک غائب۔ بعضے دو تین سال تک نہیں آتے۔ یاد رکھئے جس سے دین کا ایک حرف بھی سیکھا ہے قیامت تک اس کا حق اپنے ذمّہ رکھئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفاً صَیَّرَنِیْ غُلَاماً

جس نے مجھ کو ایک حرفِ دین سکھا دیا اس نے مجھے غلام بنا لیا۔

جس سے علمِ دین سیکھا ہو، جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھی ہو اس دینی مربی کو

کبھی فراموش نہ کیجئے۔ کبھی وہ ڈانٹ ڈپٹ بھی کردے تو اس سے دل میں کینہ مت لائیے۔ کبھی سخت بات کہہ دے تو دل میں گرانی مت محسوس کیجئے۔ یہ سمجھ لیجئے کہ اس کی محبت کے یہ ناز اللہ تعالیٰ کی محبت میں شمار ہوں گے۔ اگر کوئی اللہ والا اصلاح کیلئے ڈانٹ ڈپٹ کردے تو یہ ڈانٹ ڈپٹ برداشت کرنا اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے کھاتہ میں لکھیں گے۔ جو محبت بالحق ہوتی ہے وہ بالحق ہوتی ہے۔

اب تیسری آیت سنئے :

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (پارہ ۲۲، احزاب)

میں وہ آیات پڑھ رہا ہوں جو نکاح کے خطبہ میں آپ سنتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو یعنی کسی معاملہ میں تم سے ایسے کام نہ ہوجائیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائیں۔ ہر امر میں تقویٰ کے راستہ کو اختیار کرو، اطاعت کے راستہ کو اختیار کرو وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا اور جب بات کرنا ہو تو راستی کی بات کہو، درستی کی بات کرو۔ ایسی گفتگو کرو جس سے میل محبت قائم ہو، تعلقات خوشگوار رہیں زبان سے وہ بات نکالو جس میں اعتدال سے تجاوز نہ ہو۔ لڑائی جھگڑے کی باتوں کے قریب بھی مت جاؤ۔ نکاح کے خطبہ میں اسی لئے یہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں تاکہ ایسی تو تو میں میں مت کرو کہ زبان سے طلاق طلاق نکل جائے۔ یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ تمہارے اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے۔ اس مقام پر تمام تفاسیر میں یُصْلِحْ کا ترجمہ یَتَقَبَّلْ کیا گیا ہے۔ تفسیر روح المعانی تفسیر خازن حکیم الامت مجدد الملت تفسیر بیان القرآن میں اور جملہ مفسرین لکھتے ہیں کہ یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ کے معنیٰ یَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِکُمْ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیوں کو قبول فرمالیں گے۔

کیوں صاحب! یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ کا ترجمہ عربی لغت کے لحاظ سے کیا ہے؟ لغوی ترجمہ تو یہ ہے کہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا، لیکن

یہ ترجمہ غلط ہوگا۔ اسی لئے لُغت سے قرآن پاک کا ترجمہ کرنا جائز نہیں ہے۔ جو ظالم اور جو جاہل یہ کہتا ہے کہ کالج کا ہر پروفیسر ڈکشنری اور لغت کی مدد سے تفسیر کر سکتا ہے اس سے بڑھ کر اجہل، جاہل کا بھی پیر اور اُستاد کوئی دنیا میں نہیں ہوسکتا کیونکہ جو ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہی صحیح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شاگردوں یعنی صحابہ کو سکھایا۔ اس لئے صحابہ سے پوچھنا پڑے گا کہ انہوں نے قرآن کی آیات کے کیا معنی بیان کئے اور وہی ترجمہ کرنا پڑے گا جو صحابہ سے منقول ہے۔ لہٰذا لغت سے ترجمہ کر کے پروفیسروں اور ڈاکٹروں کو جو مفسر بننے کا شوق ہے یہ نہایت نامعقول نظریہ ہے اور ان کے ذمہ اس نظریہ کی اصلاح واجب ہے۔
چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو رئیس المفسرین ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں یُصْلِحْ لَكُمْ کی تفسیر فرماتے ہیں ای یَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِكُمْ انہوں نے لغت سے ترجمہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا، بلکہ اس صحابی نے جو ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا وہی نقل کردیا۔ یَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِكُمْ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے گا۔
یہ ترجمہ کیوں کیا، اس کا سبب حکیم الامت نے تفسیر بیان القرآن کے حاشیہ میں بیان فرمایا لان العمل اذا کان صالحا یکون مقبولا۔ جب تمہارا عمل صالح ہوجائے گا تو مقبول بھی ہوجائے گا۔ لہٰذا عمل کا صالح ہونا اس کے لئے لازم ہے قبولیت اور عمل صالح کب ہوگا؟ جب اخلاص ہوگا۔ اللہ کی رضا کے لئے ہوگا۔
اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص گھر میں ہر وقت لڑائی جھگڑا کرتا ہے یا کوئی عورت کرتی ہے اس کی نیکیوں کی قبولیت خطرہ میں ہے۔ اور گفتگو میں راستی و درستی کا لحاظ رکھنے کا اور تقویٰ کا دُوسرا انعام کیا ہے وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

اور جو اللہ اور اس کے رسُول کی اطاعت کرے گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ (سورۂ احزاب)

اس کے بعد چوتھی آیت جو میں نے تلاوت کی وہ بھی نکاح سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ اے دُنیا کے انسانو! تمہارا پیدا کرنے والا تمہیں ہدایت دے رہا ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ کی سفارش کو جو رَد کرتا ہے اس سے بے غیرت اور کمینہ کوئی انسان نہیں ہو سکتا۔ یہ حکیم الامت کے الفاظ ہیں۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔ میں اپنے بڑوں کے الفاظ آپ سے نقل کر سکتا ہوں۔

حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کی سفارش فرمائی ہے۔ اگر ایس پی کی ڈی آئی جی کی کمانڈر انچیف کی سفارش آجائے کہ دیکھو تمہاری بیوی جو ہے میری بیٹی کی سہیلی ہے، ساتھ پڑھتی تھی۔ اگر تم نے اپنی بیوی کو ستایا تو میں ڈی آئی جی ہوں کمانڈر انچیف ہوں کمشنر ہوں تو وہ آدمی کیا کہتا ہے کہ دیکھو بیگم خیال رکھنا۔ کوئی تکلیف تو نہیں ہے آپ کو۔ دیکھو خدا کے لئے ڈی آئی جی صاحب سے کچھ نہ کہنا۔ اللہ تعالیٰ سفارش نازل فرما رہے ہیں اپنی بندیوں کے حقوق میں وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ تمہاری بیوی تو ہے مگر میری بندی بھی ہے ذرا اس کا خیال رکھنا۔ خُدا تم سے سفارش کر رہا ہے کہ اے میرے بندو میری بندیوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ وہ مرد نہایت بے غیرت ہے جو اللہ تعالیٰ کی سفارش کو رَد کرتا ہے، جو اپنے پیدا کرنے والے کی سفارش کو رد کرتا ہے اور اُٹھتے بیٹھتے اتنا تنگ کرتا ہے کہ ان کے کلیجے مُنہ کو آجاتے ہیں تو وہ پچھتاتی ہیں خصُوصاً جب کوئی داڑھی والا، نمازی جس کی اشراق و تہجد قضا نہ ہو جب یہ مارتا ہے ڈانٹتا ہے اور بے جا تکلیف دیتا ہے تب

اس کے دل میں یہی آتا ہے کہ اس سے اچھا تو وہ پتلون والا ہے جو اپنی بیوی کو آرام سے رکھتا ہے جب پڑوس میں دیکھتی ہے کہ ایک پتلون والا اپنی بیوی سے نہایت اچھے سلوک سے پیش آتا ہے تو اس کے دل سے آہ نکل جاتی ہے کہ یا اللہ اس سے اچھا تو وہ ہے۔ کاش کہ یہ داڑھی والا مجھے نہ ملا ہوتا۔ اپنے بُرے اخلاق سے ہم اپنی داڑھیوں سے انہیں نفرت دلاتے ہیں۔ داڑھی رکھنے کے بعد، صالحین کی وضع کے بعد، روزہ نماز کے بعد، اللہ والوں سے تعلق کے بعد ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے تاکہ ان کو دین کا شوق پیدا ہو۔ اپنی بیویوں سے اتنے اچھے اخلاق سے پیش آئیے کہ وہ سارے محلّہ میں کہیں کہ ارے کسی اللہ والے سے تم نے شادی کی ہوتی، کسی نمازی اور بزرگوں سے تعلق رکھنے والے سے تم نے نکاح کیا ہوتا۔ ایسے اخلاق سے پیش آئیے کہ وہ آپ کی داڑھی کا "پرچار" کرے۔ پرچار کے معنی کیا ہیں۔ ہندی لفظ ہے یعنی چار پَر۔ دو پَر سے تو چڑیا اُڑ جاتی ہے اور چار پَر سے کتنی خبر اُڑے گی۔ بس یہ ہے چار پر کی وجہ تسمیہ۔

غرض میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ جنہوں نے اپنی بیویوں کو ستایا وہ ایسے سخت عذاب میں مُبتلا ہوئے کہ میں کہہ نہیں سکتا۔

چار آیتیں جو میں نے تلاوت کی تھیں، نکاح سے متعلق میاں بیوی کے تعلقات کے متعلق اس کی تفسیر بھی بیان کر دی۔ اب چار حدیثوں کا ترجمہ بھی سُن لیجئے۔ اس کے بعد پھر انشاء اللہ تعالیٰ ابھی نکاح ہوگا۔

فرمایا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِىْ (ابن ماجہ) نکاح میری سنّت ہے اور جو نکاح کی سنت ادا نہ کرے میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اس حدیث کی شرح کیا ہے۔ اگر کوئی مجبور ہے، اس کے کچھ حالات خاص ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی محبت کا کوئی حال غالب ہوگیا، شادی کی ذمہ داریاں قبول نہیں کر سکتا، بیوی بچّوں کے حقوق کما حقہٗ ادا نہیں کر سکتا تو یہ اعراض نہیں ہے لیکن اگر کوئی

مجبوری نہیں ہے بلاعذر سُنّت سے اعراض کرتا ہے تب وہ اس وعید کا مستحق ہے لہٰذا بدگمانی نہ کیجئے کیونکہ بعض بڑے بڑے عُلماء اور اولیاء اللہ ایسے ہُوئے ہیں جنہوں نے شادیاں نہیں کیں۔ چنانچہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ، مُسلم شریف کی شرح لکھنے والے علّامہ محی الدین ابو زکریا نووی ؒ، علّامہ تفتازانی ؒ ان حضرات کی بھی شادیاں نہیں ہوئیں۔ کچھ ان کی مجبُوریاں تھیں اور مجبُوریاں کیا تھیں اس پر ایک شعر سُن لیجئے ؎

ہم بتاتے کسے اپنی مجبُوریاں
رہ گئے جانبِ آسماں دیکھ کر

بیویاں بھی ایسا ہی شعر پڑھتی ہیں جب شوہر ستاتا ہے، ہر وقت کٹ کٹ کٹ کٹ کرتا ہے تو وہ بھی آسمان کی طرف دیکھتی ہیں اور بزبان حال یہ شعر پڑھتی ہیں ؎

ہم بتاتے کسے اپنی مجبُوریاں
رہ گئے جانبِ آسماں دیکھ کر

یعنی سوچتی ہیں کہ نہ ہُوئے ہم مرد اور یہ میری بیوی ہوتا تو پھر ہم بھی بتاتے لیکن ساتھ ساتھ بیبیاں بھی سُن لیں کہ اپنے شوہروں کی اتنی عزت و ادب کرو کہ اگر ان سے زیادتی بھی ہو جائے تو ان کی بڑائی اور عظمت کے خیال سے اللہ کو راضی کرنے کے لئے ان کو معاف کر دو۔ ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھو۔ حدیث میں آتا ہے کہ شوہر اگر ناراض سو جائے تو عورت کا کوئی عمل قبول نہیں چاہے ساری رات تسبیح کھٹکھٹاتی رہے۔ بیویوں کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ اللہ نے شوہروں کا درجہ اتنا بلند کیا ہے کہ اگر سجدہ کسی کو جائز ہوتا تو شوہروں کو جائز ہوتا۔ لیکن جائز نہیں ہے۔ اس لئے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ سجدہ کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھو اور ماں باپ پر بھی فرض ہے کہ اپنی

بیٹیوں کو سمجھاتے رہیں کہ شوہر کی طرف سے اگر کچھ کڑواہٹ بھی آجائے تو برداشت کرو اس کے ہاتھوں سے تمہیں نعمتیں بھی تو مل رہی ہیں۔ خون پسینہ کر کے کما کر لاتا ہے اور تم چولہے کے پاس چپاتی پکا دیتی ہو۔ چپاتی پر خیال آیا کہ چپاتی کا نام چپاتی کیوں ہے اور چپت کا نام چپت کیوں ہے۔ چپت اور چپاتی میں کیا مناسبت ہے۔ چپاتی جب پکتی ہے تو چپ چپ کی آواز آتی ہے اور چپت میں بھی ایسی ہی آواز آتی ہے۔ بس چپت سے چپاتی بن گئی۔ ذرا لغت کی حقیقت بھی اس فقیر سے کبھی کبھی سن لیا کرو۔ اور چپت پر ایک قصہ بھی سن لیجئے۔ ایک شاعر تھا انشاء اللہ خاں انشاء۔ دہلی میں ایک نواب صاحب کا مہمان ہوا۔ اس وقت انشاء اللہ خاں ننگے سر تھا اور نواب صاحب کے ادب کی وجہ سے سر جھکائے ہوئے کھانا کھا رہا تھا۔ نواب صاحب نے مزاحاً ذرا سا جھک کر اس کے سر پر ایک چپت مار دیا۔ مطلب یہ تھا کہ ننگے سر کیوں کھا رہے ہو۔ اس نے سر جھکائے ہوئے ہی کہا کہ اللہ میرے والد صاحب کو بخشے مجھ کو ایک نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا! ننگے سر کبھی مت کھانا ورنہ شیطان چپت مار دیتا ہے۔ نواب صاحب کے تو ہوش اڑ گئے کہ ظالم نے مجھے شیطان بنا دیا۔

اب دوسری حدیث کا ترجمہ سن لیجئے۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ (بخاری ص۷۷۹ ج ۲)

عورتیں مثل پسلی کے ہیں کیونکہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلیوں سے ہم اور آپ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ بتائیے ان میں ٹیڑھا پن ہے یا نہیں۔ سب کی ٹیڑھی ٹیڑھی ہیں لیکن ٹیڑھی پسلیوں سے کام چل رہا ہے یا نہیں یا کبھی جناح ہسپتال گئے کہ ان کو سیدھا کر دو۔ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا الفاظِ نبوت یہ ہیں کہ اگر تم ان کو سیدھا کرو گے تو توڑ

دو گے۔ مطلب یہ کہ ان کو زیادہ مت چھیڑو، ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرلو زیادہ بک بک چق چق کرو گے تو طلاق تک نوبت پہنچ جائے گی۔ بچے الگ گالیاں دینگے کہ کیسا ظالم باپ تھا کہ ہماری ماں کو چھوڑ دیا اور بیوی کو یاد کرکے تم بھی روؤ گے اور جب لوگ سُنیں گے تو پھر ایسے آدمی کی دُوسری شادی بھی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ بڑا غصہ والا خطرناک آدمی ہے۔ دیکھو ایک کو طلاق دے چکا۔ کہیں ہماری بیٹی کا بھی یہی حشر نہ کرے اس سے شادی نہ کرنا۔

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَ فِيْهَا عِوَجٌ

جیسے ٹیڑھی پسلیاں کام دے رہی ہیں ایسے ہی ان سے کام چلاتے رہو، ان کے ٹیڑھے پن پر صبر کرتے رہو، اگر تم ان کو سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے۔

اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ قسطلانی فرماتے ہیں وفی هٰذا الحدیث تعلیم للاحسان الی النساء اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔ والرفق بھن اور ان کے ساتھ نرمی کرنا والصبر علیٰ عوج اخلا قھن اور ان کے اخلاقی ٹیڑھے پن پر صبر کرتے رہنا لاحتمال ضعف عقولھن کیونکہ ان کی عقل کمزور ہوتی ہے۔ دیکھئے آپ کا کوئی بچہ اگر نادان ہو تو آپ اس کو برداشت کرتے ہیں کہ ارے بھائی اس بچہ کی عقل ذرا کم ہے۔ بلکہ دوسروں سے بھی کہہ دیتے ہیں کہ بھائی صاحب اگر میرا بچہ کچھ کہہ دے تو خیال نہ کیجئے گا، اس کی عقل کی اسکرو تھوڑی سی ڈھیلی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کی عقل تھوڑی سی کم ہوتی ہے یہ ناقصات العقل ہیں۔ جب عقل ان کی ناقص ہے تو ناقص العقل کی بات برداشت کرلینی چاہیے یہی سوچ کر کہ عقل کی کمی سے ایسا ہے۔ اگر آپ پانچ روپے کی دَوا لائیں گے تو یہی کہیں گی

کہ کہیں سے گھاس بھوسہ اُٹھا لایا ہے۔ ایک عورت نے پوچھا کہ اری بہن تیرا شوہر تیرے لئے کچھ جوتی وغیرہ لاتا ہے کہا ہاں کچھ لیتڑے پہنا دیتا ہے۔ چپل کو لیتڑے کہا، اور پوچھا کہ کپڑے بھی بنا دیتا ہے کہا ہاں کچھ چیتھڑے پہنا دیتا ہے۔ کہا کچھ اچھے اچھے برتن چینی کی پیالیاں وغیرہ بھی لایا ہے کہا ارے کچھ نہ پوچھ، کچھ ٹھیکرے لائے ہیں ٹھیکرے تو عورتوں کی ایسی باتوں کو معاف کیا جاتا ہے کیونکہ ان کی عقل ناقص ہوتی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کی عقل تو ناقص ہے مگر بڑے بڑے عقل والوں کی عقل اُڑا دیتی ہیں، (بخاری ص۴۴ ج ۱) لہٰذا نامحرم عورتوں سے نظر بچا کر رکھنا۔

بڑے بڑے پروفیسر ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کئے ہوئے اور بڑے بڑے گریجویٹ اور بڑے بڑے ملا اگر نظر کی حفاظت نہ کریں تو سمجھ لو پاگل ہو جائیں گے۔ اس لئے نظر کی حفاظت بھی فرض کر دی کہ نامحرم اجنبیہ کو مت دیکھنا۔

غرض اس حدیث پاک میں عورتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے اور ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرنے کی تعلیم ہے۔ اور ان کو تھوڑا سا ناز کا حق بھی شریعت نے دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ جب تو مجھ سے رُوٹھ جاتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ تو آج کل مجھ سے رُوٹھی ہوئی ہے۔ حضرت مائی عائشہ صدیقہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میرے رُوٹھنے کا علم آپ کو کیسے ہوتا ہے، فرمایا کہ جب تو رُوٹھ جاتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ ابراہیم کے رب کی قسم، اور جب خوش رہتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ مُحَمَّدٍ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم (بخاری شریف ص۷۸۸ ج ۲) دیکھا پیغمبر ہو کر، اتنی عزت و آبرو والے ہو کر آپ نے برداشت کیا، ذرا ناگواری بھی نہیں ہوئی۔ بیویوں کو تھوڑا سا ناز کا بھی حق ہے۔ بعض لوگ خود کو صرف حاکم سمجھتے ہیں کہ میں بیوی پر حاکم ہوں۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ کی آیت سے اپنی حکومت قائم رکھتے ہیں۔ لیکن فرمایا شاہ ابرارالحق

صاحب دامت برکاتہم نے کہ بے شک عورتوں پر آپ کی حکومت ہے لیکن شریعت کے معاملہ میں۔ اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی کام کرنا چاہے کہ ٹی وی لے آؤ، وی سی آر لے آؤ، تصویریں لگاؤ، مجھے سینما دکھاؤ تو وہاں آپ حکومت چلائیں کہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہ کہہ دے کہ ایک مرنڈا پلا دو تو پھر یہ مت کہو کہ اس وقت مُوڈ ٹھیک نہیں ہے، دفتر میں آج افسر سے لڑائی ہوگئی تھی۔ ان کی محبت کے جو حقوق ہیں ان کو ضرور پُورا کرو۔ اس میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرو۔ بیوی کے مُنہ میں ایک لقمہ ڈالنا بھی سُنت ہے۔ بیوی سے آپ کا ایک تعلق حاکمیت کا ہے تو دوسرا مُحِبّیت کا ہے اور اس کا آپ سے تعلق ایک طرف محکومیت کا ہے تو دوسری طرف محبُوبیت کا بھی تو ہے۔ محبت کے حقوق بھی ادا کرو۔ گھر کی زندگی نہایت سکون اور چین کی ہو جائے گی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے۔

حضرت مائی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد عشا جب گھر میں تشریف لاتے تھے اس پر ان کے دو شعر ہیں۔ فرماتی ہیں

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِنْ شَمْسِ السَّمَاءِ

ایک میرا سُورج ہے اور ایک آسمان کا سورج ہے
اور میرا سُورج آسمان کے سُورج سے بہتر ہے

فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَشَمْسِیْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ

کیونکہ آسمان کا سُورج تو بعدِ فجر طلوع ہوتا ہے
اور میرا سُورج عشا کے بعد طلوع ہوتا ہے

اور فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی تشریف لاتے تھے تو مُسکراتے

ہوئے آتے تھے اور اپنے گھر والوں کو سلام کرتے تھے۔ آج یہ دونوں سُنتیں چھوٹی ہوئی ہیں۔ ہم آتے ہیں تو گھر والوں کو سلام نہیں کرتے اور مسکراتے ہوئے بھی نہیں آتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کا کتنا غم تھا کَانَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ سنت ترک نہیں فرمائی۔ اللہ پاک ہم سب کو توفیق عطا فرماوے۔

اور تیسری حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهٗ مَؤُنَةً (مشکوۃ ص ۲۶۸ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۹۹)

سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو، سادگی ہو۔ سادگی میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتے ہیں۔ لیکن آج کل برکت والا نکاح کون سا سمجھا جاتا ہے جس میں شامیانہ لگا کر پورے پارک پر قبضہ کر لیا جائے، پچاس ہزار سے کم بجلی کا بل نہ آئے اور اس کے بعد کھڑے ہو کر کھانا کھلایا جائے، سب کھڑے ہو کر میزوں پر کھانا کھا رہے ہیں وَ يَأْكُلُوْنَ كَمَا تَأْكُلُ الْاَنْعَامُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ اس طرح کھاتے ہیں جیسے جانور کھاتا ہے یہ آیت تو کافروں کے لئے ہے لیکن افسوس آج ہم لوگ ان ہی کی شباہت اختیار کر رہے ہیں، وعوتوں میں کھڑے ہو کر کھا رہے ہیں، حالانکہ اس مدینہ والے رسُول سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴ سو برس پہلے اعلان فرمایا تھا کہ کھڑے ہو کر کھانا مت کھانا پانی مت پینا۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ قَائِمًا

لیکن آج اس کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔

اس کے بعد اور زیادہ برکت والا نکاح آج کل کیا ہوتا ہے۔ ویڈیو فلم بنتی ہے۔ بعض دیندار اور داڑھی والے بھی اس وقت بیٹھے رہتے ہیں، کھاتے رہتے ہیں۔ جائز نہیں ہے وہاں بیٹھنا، فوراً اٹھ جانا واجب ہے اس مجلس سے جہاں اللہ کی کوئی نافرمانی شروع ہو جائے، مثلاً ریکارڈنگ شروع ہو جائے یا تصویر کھنچنے لگے یا ٹی وی اور فلم چلنے لگے۔

اللہ کی محبت کا حق یہ ہے کہ منہ تک آئے ہوئے لقمہ کو واپس پلیٹ میں رکھ کر ایسی مجلس سے فوراً اُٹھ کھڑے ہو۔ پھر اس کے بعد اور کیا ہوتا ہے۔ وردی پوش ملازم رکھے جاتے ہیں۔ بعض بینڈ باجا بھی بجواتے ہیں اور عجائب خانہ سے ہاتھی بھی آتا ہے اور یہ کون طبقہ ہے۔ جھونپڑیوں میں رہنے والے چراہوں پر زکوٰۃ لیتے ہیں اور میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ شادیوں میں چڑیا گھر سے کرایہ پر ہاتھی لاتے ہیں اور بینڈ باجا وردی پوش ہوتا ہے۔ ایسوں کو زکوٰۃ دینا حرام ہے۔ ان کے بینک اکاؤنٹ ہوتے ہیں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی پیشہ وروں کو مت دیجئے۔ یہ مدد کرنا ہے ان کی اس حرام فعل پر۔

یہ تو معاشرہ کی بنائی ہوئی رسُوم کی نحوست ہے جس کو نعوذ باللہ برکت کہا جارہا ہے۔ لیکن اصل برکت کیا ہے۔ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے برکت والا نکاح کیا ہے اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً جس میں کم خرچ ہو۔ ولیمہ بھی بالکل سادہ کیجئے اپنی حیثیت کے موافق دس بیس کو بلا لیجئے بس کافی ہے کوئی دس ہزار کا ولیمہ واجب نہیں ہے۔ ڈیکوریشن کوئی ضروری نہیں، اپنے کمرے میں ہی کھلادیں میرج ہال میں پیسے ضایع کرنا کیا ضروری ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی سُن لیجئے کہ یہی پیسہ بچا کر اپنی بیٹی کو دے دیجئے، داماد کو دے دیجئے۔ یا اپنے لئے ہی رکھ لیجئے۔ ورنہ پورے پارک پر شامیانہ لگا کر دس ہزار آدمیوں کو کھلایا۔ جب لوگ نکلنے لگے تو بڑے صاحب گیٹ پر کھڑے ہو گئے کہ دیکھوں لوگ میری کتنی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن کیا سُن رہے ہیں آپس میں وہ کہتے جارہے ہیں ارے یار گوشت میں اتنا گھی ڈال دیا کہ پوچھو مت، کھایا ہی نہیں گیا۔ یہ اسی لئے ڈالا تھا کہ زیادہ خرچہ نہ ہو۔ دُوسرا کیا کہہ رہا ہے۔ ارے یار نمک بہت تیز تھا، میرا تو بلڈ پریشر ہائی ہو جائے گا۔ تیسرا کہتا ہے اماں یار ایک بات سنو، گوشت کیا تھا چمڑا تھا، کھینچتے کھینچتے جبڑا دُکھ گیا، بڈھے کا گوشت تھا۔ چوتھا کہتا ہے کچھ پوچھو مت معلوم ہوتا ہے دہلی والے تھے اتنی مرچ ڈال دی کہ اس وقت تو پتہ نہیں چل رہا ہے صبح کو وہ مرچ اپنا کرتب دکھائیگی۔

مرچ ظالم جدھر سے گذری ہے
اپنا کرتب دکھا کے گذری ہے

مرچ پر یہ میرا شعر ہے۔ صبح پتہ لگے گا کہ پیچش لگ گئی یا ڈائریا شروع ہو گیا۔ لہٰذا ان فضول خرچیوں کو چھوڑ دیئے۔ سادگی سے کام کیجئے۔ زیادہ دعوتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ مدینہ پاک میں ایک صحابی نے شادی کی۔ اتنے غریب تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوتِ ولیمہ نہ دی۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تم نے شادی کر لی۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی ص۲۰۸ ج ۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی ظاہر نہیں کی کہ تم نے مجھ کو کیوں نہیں پوچھا۔ آج تو خاندان والے لڑتے ہیں تم نے ہمیں نہیں پوچھا۔ چلو اب آئندہ ہم تمہاری کسی خوشی میں شریک ہی نہیں ہوں گے۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ غرض جتنا کم خرچ والا نکاح ہو گا سمجھ لو برکت والا ہو گا۔

خرچ پر یاد آیا کہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے بیویوں کا ایک اور حق لکھا ہے۔ ملفوظات کمالاتِ اشرفیہ میں ہے کہ بیوی کا ایک حق یہ ہے کہ ہر ماہ اس کو کچھ جیب خرچ دے دو اور پھر اس کا حساب بھی نہ لو کیونکہ وہ مجبور ہے، آپ کی دست نگر ہے، کما نہیں سکتی۔ اب اس کا بھائی آیا ہے یا چھوٹے چھوٹے بھانجے بھتیجے آئے ہیں اس کا جی چاہتا ہے کہ ان کو کچھ تحفہ ہدیہ دے دوں۔ کہاں سے دے گی۔ لہٰذا اپنی اپنی حیثیت کے موافق کچھ رقم اپنی بیویوں کو ایسی دے دیجئے کہ بعد میں اس کا کوئی حساب نہ لیا جائے اور اس سے کہہ بھی دیں کہ یہ رقم تمہارے لئے ہے جہاں جی چاہے خرچ کرو۔

اب چوتھی حدیث اور سن لیجئے۔ بس مضمون ختم۔

آج کل یہ مسئلہ وقار و غیرت کا بنا ہوا ہے کہ عورت کو دبا کر رکھو۔ سب سے بڑی مردانگی یہ سمجھی جاتی ہے کہ بیوی کو رُعب میں رکھو۔ بعض علاقوں میں یہ رواج سنا ہے کہ پہلی

رات بیوی کی پٹائی کرتے ہیں تاکہ رُعب رہے۔ کیا جہالت اور ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ جہالت سے محفوظ فرماویں۔

برعکس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کیا ہے۔ ہماری مائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ گفتگو کررہی تھیں۔ اپنے سالانہ خرچ کے لئے کچھ بات چیت ہورہی تھی۔ ذرا سی آواز بھی تیز تھی۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو سب خاموش ہوگئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے بیبیو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم عمر کے ڈر سے خاموش ہوگئیں اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تیز باتیں کررہی تھیں۔ تو ہماری ماؤں نے کہا کہ اے عمر تم سخت مزاج ہو اور ہمارا پالا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ (بخاری ص۵۲۰ ج۱) علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی (ص۲۴ ج ۵) میں ایک حدیث نقل کی ہے سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یَغْلِبْنَ كَرِيْمًا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا مزاج بیان فرمارہے ہیں کہ جو شوہر کریم ہوتا ہے، اللہ والا ہوتا ہے، شریف الطبع ہوتا ہے حلیم المزاج ہوتا ہے یہ عورتیں اس پر غالب آجاتی ہیں کیونکہ وہ بھانپ جاتی ہیں کہ یہ ہمیں کچھ نہیں کہے گا، ڈنڈے نہیں مارے گا، انڈے تو کھلاتا ہے ڈنڈے نہیں مارے گا، سختی نہیں کرے گا تو ان کی آواز بھی ذرا تیز ہوجاتی ہے۔ اس سے ذرا تیز بول جاتی ہیں۔

وَيَغْلِبُهُنَّ لَئِيْمٌ اور کمینے لوگ اُن پر غالب آجاتے ہیں، ڈنڈے اور جُوتے کے زور سے، گالی گلوچ سے، اپنی بداخلاقی سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فَاُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا

پس میں محبوب رکھتا ہوں کہ کریم رہوں چاہے مغلوب رہوں چاہے ان کی آوازیں تیز ہوجائیں لیکن میری اخلاقی بلندیوں میں ذرا فرق نہ آئے۔ میرے اخلاق کریمانہ رہیں۔ آہ! کیا بات فرمائی۔ وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا میں اپنے اخلاق کو خراب کرکے، منہ سے سخت بات نکال کر، کمینہ بداخلاق ہوکر ان پر غالب نہیں آنا چاہتا۔

امت کی تعلیم کے لئے آپ نے یہ عنوان اختیار فرمایا تاکہ میری امت کے لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ کمینہ پن اور بد اخلاقی نہ کریں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اخلاق کی اعلیٰ ترین بلندیوں پر فائز تھے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

مرزا مظہر جان جاناں بہت نازک مزاج تھے لیکن بیوی بہت کڑوی ملی۔ ایک مُرید نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے ایسی بدمزاج عورت سے کیوں شادی کی فرمایا کہ مظہر کو سارے عالم میں جو عزت اللہ نے دی ہے وہ اسی بیوی کی کڑواہٹ پر صبر کی برکت سے دی ہے۔ سارے عالم میں میرا ڈنکا اللہ نے پٹوا دیا۔

حضرت شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ جنگل سے شیر پہ بیٹھے ہوئے آرہے تھے سانپ کا کوڑا لئے ہوئے، شیر نہیں چلتا ایک کوڑا سانپ کا مارا پھر شیر بھاگنے لگا۔ کسی نے کہا کہ آپ کو یہ کرامت کیسے ملی۔ فرمایا کہ میری بیوی مزاج کی کڑوی ہے لیکن اللہ کی بندی سمجھ کر میں معاف کر دیتا ہوں۔ اس کی بدمزاجیوں پر صبر کے بدلہ میں اللہ نے یہ کرامت مجھے دی ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب بہت مَست ہو کر یہ شعر پڑھتے تھے جو مولانا رومی نے فرمایا ہے

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن
کے کشیدے شیرِ نر بیگارِ من

اگر میرا صبر میری بیوی کی تلخیوں کو برداشت نہ کرتا تو یہ شیر نر میری بیگاری نہ کرتا۔ صبر سے اللہ والوں کو بہت بڑا درجہ ملا ہے۔ بہت سے لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کی برکت سے ولی اللہ ہو گئے۔

آپ خود سوچئے اگر آپ کی بیٹی بدمزاج ہو، غصہ والی ہو اور کوئی داماد اس کو برداشت کر رہا ہو تو آپ کیا کریں گے۔ اس داماد کی تعریف کریں گے یا نہیں، اس سے محبت کریں گے یا نہیں۔ کہیں گے کہ میرا داماد نہایت شریف اور لائق ہے کہ میری نالائق بیٹی

سے نباہ کرلیا۔ اگر آپ کے پاس جائیداد ہوگی تو اس کے نام لکھ دیں گے۔ اللہ کی بندی اگر نالائق بھی ہے آپ اس سے نباہ کر کے دیکھئے۔ پھر اللہ سے کیا انعام ملتا ہے تھوڑے سے عمل سے آپ ان شاء اللہ ولی اللہ ہو جائیں گے۔ دُنیا کی تاریخ گواہ چلی آ رہی ہے اس بات پر۔

بس اب مضمون ختم ہوگیا۔ اب نکاح پڑھایا جائے گا۔ (اس کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ جامع)

نکاح پڑھانے کے بعد فرمایا کہ آپ سب لوگ ان کو دُعا دیں میں بھی دُعا کرتا ہوں۔ میری دُعا پر سب لوگ آمین کہیں۔ آج وعظ کے بعد دُعا بھی نہیں ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے اور بیویوں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے شوہروں کو خوش رکھیں۔ اے اللہ آپ اس نکاح میں برکت ڈال دیجئے، اولاد بھی نیک و صالح عطا فرمائیے اور دونوں میں خوب محبت سے گذارا ہو۔ کبھی کسی قسم کی نااتفاقی نہ پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں آپس میں شیر و شکر بنادے اور اس مسجد میں سُنت کے مُطابق جو آج نکاح ہُوا ہے اللہ اس کو قبول فرمائے۔ دیکھو دوستو ان کے (دُولہا کے) گلے میں کوئی ہار نہیں ہے، ہار وغیرہ سب رسُومات ہیں، فضول رسمیں ہیں، پیسے کا ضیاع ہے۔ یہ ہارنے کا دن نہیں ہے جیتنے کا دن ہے، جو ہار پہنتا ہے وہ گویا اپنے ہارنے کا سامان کر رہا ہے اور دیکھئے پاجامہ بھی ٹخنوں سے اُوپر ہے ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائے اور جن کی بیٹی ہے وہ بھی میرے بہت اہم دوست ہیں اور داماد بھی میرے دوست ہیں ان کے والد صاحب سے میرے بہت تعلقات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں، اس مسجد اشرف میں ہمیشہ سُنت کے مطابق اے اللہ نکاح ہوتا رہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائے اور ہم سب کو اللہ والا بنادے جو اجتماع یہاں ہوتا ہے اللہ

کے نام پر اس کی برکت سے یا اللہ ہم سب کو اللہ والی زندگی عطا فرمادے۔ نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر ہم سب کو سو فیصد اپنی فرماں برداری کی حیات نصیب فرمادے، ہم سب کی زندگی کے ہر سانس کو یا اللہ اپنی رضا و خوشنودی پر فدا کرنے کی توفیق دے اور ایک سانس بھی ہماری آپ کی ناراضی میں نہ گذرنے پائے۔ بس یہ دولت یا اللہ ہم سب کو عطا فرمادے۔ ہماری ایک سانس بھی آپ کی ناراضگی میں، آپ کے غضب اور قہر کے اعمال میں نہ گذرے اور ہماری ہر سانس اپنی فرماں برداری میں اپنی رحمت سے قبول فرمالیجئے۔ صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائیے۔ اے اللہ ہم سب کو سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان سے زندہ رکھئے۔ گردہ میں پتھری، کینسر، فالج، لقوہ، تصادم ایکسیڈنٹ، جملہ خطرناک حالات، امراض اور فتنوں سے بچاکر رکھئے۔ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان سے زندہ رکھئے، سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان سے اُٹھائیے، عافیت دارین نصیب فرمائیے۔ یہ دُعا ہم سب کے لئے اور ہر مؤمن کے لئے قبول فرمالیجئے۔ اور جن کی بیٹیوں کا رشتہ ابھی باقی ہے اللہ ان کا جلد سے جلد اچھا رشتہ لگادے اور حُسن و خوبی سے اس کی تکمیل فرمادے اور جن کی بیٹیاں بیاہ چکی ہیں مگر شوہروں کے ظلم سے غمزدہ ہیں اللہ ان کے شوہروں کو نیک اور مہربان کردے اور جن کی بیویاں ستارہی ہیں اللہ ان کے شوہروں کو بھی مظلومیت سے عافیت نصیب فرما۔ سارے عالم میں چین اور سکون و امن عطا فرمادے اور ہر مؤمن کو عطا فرمادے، اور آجکل دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ سعودی عرب کو اور حجاز مقدس کو، حرمین شریفین کو اپنی خاص حفاظت میں قبول فرمائے۔ یہودیوں کی چالوں سے اللہ بچائے۔ ان کی تمام چالوں کو اللہ دفن کردے، برباد کردے، نامراد خائب و خاسر کردے۔ یا اللہ جہاں جہاں بھی مسلمان ہیں ان کو عزت و عافیت نصیب فرما، کافروں کی چالوں کو، کافروں کی سازشوں کو اللہ تُو اپنی قدرت قاہرہ کے ڈنڈے سے تباہ و برباد و دفن کردے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا عارفانہ کلام

# عشقِ مجازی کا علاج

دل کو دے کر حُسنِ فانی، پر نہ اُجڑا جائے گا
حُسن کا اُجڑا ہوا منظر نہ دیکھا جائے گا
یہ حَسیں تجھ کو کبھی آباد کر سکتے نہیں
تیرے دل کو جز الم کچھ شاد کر سکتے نہیں
عِشق صورت ہے عذاب نار عاشق کے لئے
زندگی کس درجہ ہے پُرخار فاسق کے لئے
صُورتِ گُل ہیں مگر خاروں سے بڑھ کر پُرالم
صورتاً ان کا کرم عاشق پہ ہے صدہا ستم
اے خُدا کشتی مری طوفانِ شہوت سے بچا
ان حَسینوں کے عذابِ نارِ الفت سے بچا
چار دن کی چاندنی پر میرے مت جانا کبھی
آفتابِ حق سے ظلمت میں نہ تم آنا کبھی
عارض و گیسُو کی ہیں یہ عارضی گُل کاریاں
چند دن میں ہوں گی یہ ننگِ خزاں پھلواریاں

ان کے چہروں سے نمک کچھ دن میں جب جھڑ جائے گا
میسرؔ اُن کو دیکھ کر تو شرم سے گڑ جائے گا
ایک دن بگڑا ہوا جغرافیہ ہو گا صنم
دیکھ کر جس کو تو ہو گا محو حسرت محو غم
مال و دولت دین و ایماں آبرو چین و وقار
سب لٹا کے ایک دن ہو گا یقیناً شرمسار
بار ہا دیکھا کہ کیسے کیسے خورشید و قمر
چند دن گذرے کہ آئے وہ خمیدہ سی کمر
آہ جن آنکھوں سے شربت رُوح افزا تھا عیاں
چند دن گذرے کہ ان آنکھوں سے اٹھتا تھا دھواں
سُرخیٔ رُخسار جو تھی آہ گل برگِ گلاب
عاشقوں کا دل تھا جس کو دیکھ کر مثلِ کباب
چند دن گذرے کہ وہ چہرے ہو تق ہو گئے
عاشقوں کے چہرۂ اُلفت بھی احمق ہو گئے
ڈھونڈتا ہے میر اب ان کے لبوں کی سُرخیاں
پر نظر آئیں فقط چہرے پہ ان کے جھُرّیاں
ان کی زلفِ سیاہ پر جب سے سفیدی چھا گئی
ہر کلی اخترؔ غمِ حسرت سے پھر مُرجھا گئی

## نہ جانے کتنے خورشید و قمر کا نور تھا شامل

ہمارے آب و گل میں درد دل کب سے ہوا شامل
کہ جب سے احتساب تلخ ساقی کا ہوا نازل

زبان درد دل سے اس طرح تفسیر قرآں کی
یہ لگتا ہے کہ جیسے آج ہی قرآں ہوا نازل

یہ عرفان محبت ہے یہ فیضان محبت ہے
کہ موجوں کی طرف خود آگیا بڑھتا ہوا ساحل

نہ جانے کتنے خورشید و قمر دل میں اتر آئے
ہمارے آب و گل میں درد نسبت جب ہوا شامل

تجلی خالق شمس و قمر کی جب ہوئی دل میں
نہ جانے کتنے خورشید و قمر کا نور تھا شامل

مری کشتی کو طوفانوں میں بھی امید ساحل تھی
مرے خوف تلاطم میں تھا ان کا آسرا شامل

★★★